کتاب نما

گلوبلائزیشن اور اسلام، مولانا یاسر ندیم۔ ناشر: دارالکتاب، دیو بند (بھارت)۔ صفحات: ۴۵۶۔ قیمت: درج نہیں۔

عالم گیریت یا گلوبلائزیشن، اکیسویں صدی کا ایک ایسا فتنہ ہے، جو اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ تدریجاً، لیکن نہایت تیزی سے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہ اصطلاح بھی نئی ہے، اس کے اطلاقات بھی، اور اس کی جڑیں بیسویں صدی کے وسط میں بآسانی تلاش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن مغرب سے آنے والی اس یلغار کا تعلّق اٹھارھویں، انیسویں صدی کے اس دور سے ہے، جب اس سمت سے اٹھنے والا طوفان ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے عوام پر قہر بن کر ٹوٹ پڑا تھا۔ مزاحمت کرنے والے سفا کی کے ساتھ نیست و نابود کیے جا رہے تھے، وسائل کا بے پناہ استحصال ہو رہا تھا، اور قیادت و حکومت 'غیروں' کے ہاتھوں میں چلی گئی تھی۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد 'نو آبادیات' کا یہ دور سمٹتا چلا گیا، لیکن اس کی جگہ ایک نئے استعمار نے لے لی، جو زیادہ 'نفیس'، بظاہر نرم لیکن اندر سے اسی طرح سفاک اور بے رحم تھا۔

۱۹۴۵ء میں اقوامِ متحدہ (جس میں چار بڑی طاقتوں کو ساری دنیا کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے ویٹو کا اختیار دیا گیا) اور پھر ۱۹۹۰ء میں 'نیا عالمی نظام' (New World Order) اور پھر ۱۹۹۵ء میں عالمی تجارتی کانفرنس میں ایک نئی عالمی تنظیم برائے تجارت (WTO) کے پردے میں عالم گیریت کے عفریت نے جنم لیا، جو اپنی ساری حشر سامانیوں کے ساتھ ساری دنیا میں اکھاڑ پچھاڑ میں مصروف ہے۔ پچھلی صدی میں ۹۰ء کی دہائی میں روس کے انہدام کے بعد (جو مغربی استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کے لیے ایک چیلنج تھا)، کوئی قابلِ ذکر طاقت نہ رہی جو اس عفریت کو للکارتی۔ ماوزے تنگ کے بعد چین بھی اس 'زلف' کا اسیر ہوگیا، اور اب یہ ساری دنیا

میں کوس ''لمن الملک'' بجا رہا ہے۔

عالم گیریت کے حامی اسے جدیدیت کی ایک ایسی لہر قرار دیتے ہیں، جس کے ذریعے یورپ اور امریکہ کی 'خوش حالی' ساری دنیا کا مقدر بن جائے گی، سب کا معیارِ زندگی بڑھے گا، تعلیم و ثقافت عام ہوگی، صحت و مسرت سے سبھی فیض یاب ہوں گے۔ گویا دنیا سے پس ماندگی، تاریکی اور غربت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر یہ ہوگا کس طرح؟ یوں کہ صنعت، تجارت (اور سیاست) اور ثقافت کے لیے انسان کی بنائی ہوئی سرحدیں دھندلی پڑ جائیں گی، ساری دنیا ایک ایسا قصبہ بن جائے گی، جس کے سارے شہری خوش حالی اور ترقی کے ثمرات سے یکساں مستفید ہو سکیں گے۔ مگر عملاً ہوا کیا؟ ہوا یہ ہے کہ مغربی قوتوں نے، جو ساری دنیا کے وسائل کے استحصال، سائنس اور فنیات کی ترقی اور سامانِ حرب و ضرب کے نتیجے میں پہلے ہی دنیا کے بیشتر ممالک پر حاوی ہو چکی تھیں۔ یہ مطالبے شروع کیے کہ تجارت، صنعت و حرفت اور دولت کی نقل و حرکت پر ساری پابندیاں ختم ہونی چاہییں۔

نتیجتاً پس ماندہ ملکوں میں مزاحمت کمزور پڑتی جا رہی ہے، بیشتر حکمران اور پالیسی ساز یا تو خرید لیے گئے ہیں، یا انھوں نے یہی مناسب جانا ہے کہ اپنے مفادات کو انھی سے وابستہ کریں۔ کھلی منڈی، ملکی تجارت، بے روک ٹوک وسائل کی حرکت کے نتیجے میں غریب ملکوں ہی کا نقصان ہو رہا ہے۔ 'کثیر القومی' کمپنیاں پس ماندہ ملکوں میں ہشت پا کی طرح وسائل کو چُوس رہی ہیں۔ سستی مزدوری اور وسائل سے اپنی مہارت کے نتیجے میں 'قدر افزونی' کے ذریعے اپنی دولت میں اضافہ کر رہی ہیں۔ ایک کلچر، ایک زبان، اباحیت، کرپشن، لادینیت کے ذریعے نہ صرف اخلاقی بندشیں ڈھیلی پڑتی جا رہی ہیں، بلکہ غربت، بے روزگاری اور لاقانونیت میں بھی اضافہ ہوا ہے، کیوں کہ عالم گیریت کا ایک اہم اصول 'نج کاری' بھی ہے، جس کے نتیجے میں حکومتیں اپنی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو کر عوام کی فلاح و بہبود اور خبر گیری کو اپنے استحصالی اداروں کے سپرد کر رہی ہیں، جن کا ایمان ''کثیر ترین نفع کا حصول'' (maximization of profit) ہے۔

اس نئے رجحان پر انگریزی اور دوسری مغربی زبانوں میں بہت سا لٹریچر آچکا ہے اور آرہا ہے۔ اس کے حق میں بھی اور اس پر تنقید کرتے ہوئے اس کے خلاف بھی۔ اُردو میں گلوبلائزیشن اور اسلام اس موضوع پر ایک نئی کتاب ہے۔ فاضل مصنف نے جو دیوبند کے

ایک دینی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، اور دینی علوم کے فاضل ہیں، عربی، انگریزی اور اُردو کے تمام دستیاب مصادر سے استفادہ کر کے اس نئے رجحان کی تاریخ، اس کے عواقب و نتائج پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

مصنف کا کہنا ہے کہ ''جدید گلوبلائزیشن جن نظریات کو دعوت دے رہا ہے، اور جن افکار وخیالات کو نافذ کرنا چاہتا ہے، وہ انھی جاہلی مفاسد کا عکس ہیں، جو [قبل اسلام] غضبِ خداوندی کا باعث بنے تھے۔ جاہلیّت کی طرح گلوبلائزیشن نے بھی سُود، اباحیت، اور جنس پرستی کو درست ٹھیرایا اور عالمی استحکام کے نام پر سیاسی انارکی پھیلائی۔ زمانۂ جاہلیّت میں جس طرح مال داروں کے مفادات ہی کو محبوب رکھا جاتا تھا اور غُربا کی زندگی کو تنگ سے تنگ کر دیا جاتا تھا، عالم گیریت میں بھی چندگنی چُنی کمپنیوں کے مالکان اور ان کے ذاتی مفادات کی رعایت کی جاتی ہے۔ عالمی اقتدار پر چند طاقتوں ہی کا غلبہ ہے، جو سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے ذریعے پوری دنیا کو غلام بنائے ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ آج کا گلوبلائزیشن زمانۂ جاہلیّت کی کھلی تصویر اور اس کا عکاس ہے''۔ (ص ۴۳۲-۴۳۳)

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی ہے کہ فاضل مصنف نے اُردو کے قارئین کو اس موضوع پر لکھی جانے والی بہت سی عربی تحریروں سے روشناس کرایا ہے۔ تاہم انگریزی زبان میں موجود اس وسیع ذخیرے سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا گیا، جو 'گھر کے گواہ' کی حیثیت سے دستیاب ہے، اور اس نظام کی تمام ہلاکت سامانیوں کے باوجود اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ بہت عرصہ نہیں گزرے گا کہ یہ طلسم تارِ عنکبوت کی طرح بکھر جائے گا۔ (پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدیر سلیم)

حدزنا آرڈی ننس ۱۹۷۹: اعتراضات کی حقیقت، مرتبین: ظفرالحسن، زیتون حفیظ، غزالہ اسلم، اکیسر احمد۔ ناشر: ویمن ایڈ ٹرسٹ پاکستان، مکان ۳۷، گلی ۲، سیکٹر جی ٹین تھری، اسلام آباد۔ صفحات: ۴۷ (ڈائریکٹری سائز)۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

مظلومیِ نسواں کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ عصرحاضر میں یہ ظلم مختلف روپ بدل بدل کر عورت کو نشانۂ ستم بنا رہا ہے۔ طرفہ تماشا دیکھیے کہ اس ظلم کی شکار ہستی عورت، ستم گر کے دام کو